8

ایسا ایمان جو ایمان کی کیفیتوں سے خالی ہے تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا

(فرمودہ 5 مارچ 1948ء بمقام ناصر آباد سندھ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"ہر چیز کا نام اپنے اندر کئی تفصیلات رکھتا ہے۔ نام کے ماتحت کوئی چیز مفرد نہیں ہوتی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی چیز مفرد نہیں۔ ساری چیزیں مرکب ہوتی ہیں۔ مثلاً جب ہم درخت کا لفظ بولتے ہیں تو درخت سے کوئی خاص اور معیّن چیز ہمارے ذہن میں نہیں آتی۔ اِس میں انگور کا درخت بھی شامل ہے، اُس کی شکل بالکل اَور ہوتی ہے۔ اِس میں سنگترے کا درخت بھی شامل ہے اُس کی شکل اَور ہوتی ہے۔ اِس میں آم کا درخت بھی شامل ہے اُس کی شکل اَور ہوتی ہے۔ اِس میں لوکاٹ کا درخت بھی شامل ہے اُس کی شکل اَور ہوتی ہے۔ غرض سینکڑوں قسم کے درخت ہیں جن میں سے ہر ایک کی شکل مختلف ہوتی ہے۔ جب ہم لفظ درخت استعمال کرتے ہیں تو درحقیقت اِس کے مفہوم کو قریب کرنے کی کوشش کرتے ہیں کوئی معیّن شکل اپنے ذہن میں نہیں لاتے۔ یا جب ہم آم کہتے ہیں تو آم بھی بیسیوں قسم کے ہوتے ہیں۔ کوئی چالیس چالیس، پچاس پچاس فٹ گھیرے والا آم ہوتا ہے،

کوئی ایک فٹ گھیرے والا آم ہوتا ہے اور کسی میں صرف ڈنٹھل ہوتے ہیں اور ایک لکڑی کھڑی ہوتی ہے وہ بھی آم ہوتا ہے اور یہ بھی آم ہوتا ہے۔ اگر خالی آم کا لفظ استعمال کیا جائے تو اِس سے کوئی حقیقت ذہن میں نہیں آتی۔ چیز بے شک سامنے آ جائے گی مگر اُس کی تفصیلات سامنے نہیں آئیں گی۔ اِسی طرح پھلوں کو لے لو۔ خربوزہ کہنے سے اُس کی کوئی خاص حقیقت ذہن میں نہیں ہوتی۔ کیونکہ ایک طرف اگر ہمیں ایسے خربوزے دکھائی دیتے ہیں جو پیسے ہٹی بکتے ہیں تو دوسری طرف ہمیں ایسے خربوزے بھی دکھائی دیتے ہیں جو روپیہ ہٹی تک بکتے ہیں۔ اگر خالی خربوزہ کا لفظ استعمال کیا جائے تو اِس میں میٹھے، پھیکے، کھٹے، سیٹھے1، تلخ اور بدمزہ سب کے سب خربوزے شامل ہوں گے۔ اُس وقت اگر کوئی شخص یہ کہے کہ چیز تو ایک ہی ہے مگر ایک خربوزہ پیسے ہٹی بک رہا ہے اور لکھنؤ کا خربوزہ ایک روپیہ ہٹی بک رہا ہے۔ یہ فرق آخر کیوں ہے؟ تو ہر شخص اُسے کہے گا کہ تُو احمق اور بے وقوف ہے۔ کُجا وہ خربوزہ کُجا یہ خربوزہ۔ دونوں کی آپس میں نسبت ہی کیا ہے۔ اِسی طرح آم کو لے لو۔ ایک چھوٹے تخمی آم ہوتے ہیں جو اِس گرانی کے زمانے میں بھی روپیہ دو روپے سینکڑہ مل جاتے ہیں۔ اور ایک فجری آم ہوتے ہیں جو سَو سَو روپیہ سینکڑہ بِکتے ہیں۔ پہلے عام طور پر وہ چالیس پچاس روپے سینکڑہ بِکا کرتے تھے۔ اِن دونوں آموں کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم اِس کا تو روپیہ بھی نہیں دیتے اور اُس کے پچاس بلکہ سَو روپے بھی دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہو۔ اگر کوئی ایسا اعتراض کرے تو تم اُسے پاگل کہو گے۔

مَیں ایک دفعہ سیر کر کے واپس آ رہا تھا اور نیک محمد صاحب پٹھان میرے ساتھ تھے کہ ہمیں راستے میں ایک شخص ملا جو حصار سے بیل خرید کر لایا تھا۔ اُن میں چھوٹے بھی تھے اور بڑے بھی، موٹے بھی تھے اور دُبلے بھی، مضبوط بھی تھے اور کمزور بھی، اعلیٰ نسل کے بھی تھے اور معمولی نسل کے بھی۔ مَیں نے نیک محمد صاحب کو بھیجا کہ جاؤ اور اُس سے پوچھو کہ اوسط قیمت بیلوں کی کیا پڑتی ہے؟ نیک محمد صاحب اوسط قیمت تو بھول گئے اور اُسے جا کر کہنے لگے کہ بتاؤ ایک بیل کی کیا قیمت ہے؟ اُس نے کہا کیہڑا بیل؟ اِن کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی اور وہ بار بار یہی کہتے چلے گئے کہ ایک بیل کی قیمت بتاؤ۔ دو تین دفعہ جو اُس نے کہا کہ کس بیل کی قیمت؟ تو یہ چڑ گئے اور کہنے لگے مَیں جو کہتا ہوں کہ مجھے ایک بیل کی قیمت بتا دو۔ آخر مَیں نے انہیں آواز دے کر بُلایا اور کہا کہ وہ ٹھیک کہتا ہے۔ جب مَیں نے

انہیں تمام بات سمجھائی تب انہیں پتہ لگا اور کہنے لگے پہلے مَیں سمجھا نہیں تھا کہ آپ کا منشاء کیا ہے۔تو دیکھو لفظ بیل ایک ہے مگر اِس سے کوئی معیّن حقیقت ذہن میں نہیں آتی۔گائے کو لو تو دو ہزار روپے کو بھی گائے آتی ہے اور بیس تیس روپے کو بھی گائے آجاتی ہے۔گھوڑے کو لو تو ایسے ایسے گھوڑے بھی ہیں جو تین تین لاکھ روپیہ تک بِکتے ہیں اور ایسے گھوڑے بھی ہیں جو پچیس تیس روپے میں مل جاتے ہیں۔غرض یہ ایک حقیقت ہے جو دنیا کی ہر چیز میں ہمیں نظر آتی ہے کہ محض نام سے کسی چیز کا معیّن نقشہ سامنے نہیں آتا جب تک اُس کی تفاصیل بھی ساتھ نہ ہوں۔

لیکن تعجب ہے مسلمان ایمان کا لفظ تو استعمال کرتا ہے مگر یہ نہیں دیکھتا کہ ایمان کی حقیقت بھی اُس کے اندر پائی جاتی ہے یا نہیں۔وہ یہ تو کہتا ہے کہ مَیں مومن ہوں، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ مَیں احمدی ہوں۔مگر پوچھو کہ کس قیمت کا احمدی؟ تو خاموش ہو جاتا ہے۔وہ کبھی یہ سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتا کہ وہ دو پیسے ہٹی بکنے والا خربوزہ ہے یا ایک روپیہ ہٹی بِکنے والا خربوزہ ہے، وہ گندا آم جس کا پیٹ پھُول جاتا ہے اور اُس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں وہ بھی آم کہلاتا ہے اور وہ بھی آم کہلاتا ہے جو سَو سَو روپیہ سینکڑہ فروخت ہوتا ہے۔کیا کبھی تم نے غور کیا کہ تم کونسا آم ہو؟ تم وہ آم ہو جس کا پیٹ پھُول کر پھٹ جاتا اور اُس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں یا وہ آم ہو جسے لوگ پچاس یا سَو روپیہ سینکڑہ کے حساب سے لے جاتے ہیں اور پھر بھی سمجھتے ہیں کہ اُنہوں نے نفع کمایا۔ ہر چیز کی قیمت اُس کی تفصیلات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہوتی ہے۔مثلاً اچھے آم کی تفاصیل یہ ہیں کہ اُس کا حجم معقول ہو، اُس کا مزہ اچھا ہو، اُس کی خوشبو اعلیٰ ہو۔ جو آم اِن تفاصیل کا حامل ہوتا ہے اُسے ہم اچھا آم کہہ دیتے ہیں۔اور جو آم اِن تفاصیل کا حامل نہیں ہوتا اُسے اچھا آم نہیں کہتے۔اِسی طرح ایمان کی بھی بعض تفاصیل ہیں۔مثلاً جو شخص ایمان کا دعوٰی کرے اُس کے لیے ضروری ہے کہ اُس کی نمازوں میں باقاعدگی پائی جاتی ہو، وہ امانت اور دیانت کا حامل ہو، وہ سچ بولنے والا ہو، وہ محنت کرنے والا ہو، وہ ظلم اور دھوکا اور فریب سے بچنے والا ہو، وہ بنی نوع انسان کے حقوق کو ادا کرنے والا ہو۔اگر کسی شخص میں یہ علامات نہیں پائی جاتیں اور وہ منہ سے ہزار بار بھی مومن ہونے کا دعوٰی کرتا ہے تو اُس کا دعوٰی اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔اگر تم سڑا ہوا خربوزہ کسی کو دو تو وہ خوش نہیں ہوگا بلکہ تمہارے منہ پر مارے گا کہ تم نے اُس کی ہتک کی۔یہی حال آم اور دوسرے پھلوں کا ہے۔ایسے آم بھی ہوتے ہیں جنہیں اَور لوگ تو الگ رہے بادشاہ بھی شوق

سے کھاتے ہیں۔ اور ایسے آم بھی ہوتے ہیں کہ اگر وہ آم تم کسی فقیر کو بھی دو تو وہ نظر بچا کر پھینک دے گا۔ سردہ بھی مختلف قسم کا ہوتا ہے۔ ایسے اعلیٰ سردے بھی ہوتے ہیں جنہیں کھا کر لذت محسوس ہوتی ہے، جسم میں طراوت پیدا ہوتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ سارے اعضاء میں تازگی آ گئی ہے۔ اور ایسے بھی ہوتے ہیں جو خشک کھٹے اور بدبودار ہوتے ہیں۔ اُنہیں چیر و تو پھُس کر کے اُن میں سے گیس نکلتی ہے اور کھاؤ تو سخت تلخ اور بدمزہ ہوتے ہیں۔ اب اگر ایسا سردہ تم کسی کو دو تو وہ اُسے کھائے گا یا اسے اٹھا کر پھینک دے گا؟ وہ اسے کھائے گا نہیں بلکہ اٹھا کر پرے پھینک دے گا۔ اور اگر کوئی کھائے گا تو تم اُسے وحشی اور اُجڈ قرار دو گے۔ لیکن ایسے بھی سردے ہوتے ہیں جنہیں بڑے بڑے اُمراء بھی بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ غرض نام کے لحاظ سے چیز ایک ہی ہوتی ہے مگر ایک کے کھانے والے کو جب تم دیکھتے ہو تو کہتے ہو یہ بڑا امیر آدمی ہے اور دوسرے کے متعلق کہتے ہو یہ بڑا وحشی اور اُجڈ ہے۔ ایک آم کا ذکر آئے تو تم ترستے ہو اور کہتے ہو ہم غریبوں کو وہ کہاں میسر آ سکتا ہے۔ وہ تو سَو سَو روپیہ سینکڑہ بِکتا ہے۔ اور دوسرا شخص ایک آم کھاتا ہے تو تم کہتے ہو وہ تو وحشی اور اُجڈ ہے۔ اِس طرح تمہیں بھی سوچنا چاہیے کہ کونسا ایمان ہے جو تمہارے اندر پایا جاتا ہے۔ اُس بیل والے کو اِتنی تمیز تھی کہ اُس نے پوچھ لیا کہ کیہڑا بیل؟ مگر تمہاری سمجھ میں آتا ہی نہیں کہ جب تم ایمان ایمان کہتے ہو تو کبھی یہ بھی سوچ لیا کرو کہ تمہارے اندر کونسا ایمان پایا جاتا ہے؟

اگر تمہارا ایمان وہ تفاصیل اپنے ساتھ رکھتا ہے جو اعلیٰ درجہ کے ایمان کے ساتھ ہوا کرتی ہیں۔ اگر تم نمازوں کے پابند ہو، اگر تم روزے رکھنے سے جی نہیں چراتے، اگر تم دوسروں کا مال نہیں کھاتے، اگر تم اپنے کاموں میں سُست اور غافل نہیں، اگر دین کے لیے قربانی کرنے کی روح تم میں پائی جاتی ہے، اگر قربانی کے مواقع پر تم بھاگنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے جان قربان کرنے کی تڑپ تمہارے اندر ہر وقت پائی جاتی ہے، اگر صداقت اور راست گفتاری کی عادت تمہارے اندر پائی جاتی ہے، اگر تم میں یہ وصف پایا جاتا ہے کہ تم ہمیشہ سچ بولتے ہو خواہ تمہارے باپ کو نقصان پہنچے یا تمہارے بیٹے کو تکلیف پہنچے، اگر سچ بولنے کی وجہ سے تمہارا بیٹا پھانسی چڑھتا ہے یا تمہارا باپ پھانسی چڑھتا ہے اور تم کہتے ہو مَیں تو سچ ہی بولوں گا، اگر میرا باپ یا میرا بیٹا پھانسی چڑھتا ہے تو بے شک چڑھ جائے، اگر تم میں اتنا اخلاص پایا جاتا ہے کہ تم سمجھتے ہو کہ دین کے مقابلہ میں مَیں کسی چیز سے محبت نہیں کر سکتا۔ تب بے شک یہ کہا جا سکتا ہے کہ تمھارے اندر وہ چیز پائی جاتی ہے جس کا نام

ایمان ہے کیونکہ یہی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے اُس کا نام ایمان رکھا گیا ہے۔ بے شک ایک سڑا گلا آم بھی آم ہی کہلاتا ہے مگر آم کا نام رکھنے والے کے مدنظر وہ آم نہیں تھا جس کو ایک فقیر بھی اُٹھا کر پھینک دے بلکہ وہ آم تھا جسے امراء کھاتے ہیں اور جن کو درمیانی طبقہ کے لوگ بھی ترستے ہیں۔ جب کسی نے خربوزہ کو اچھا پھل قرار دیا تھا تو خربوزہ کو اُس نے وہ خربوزہ قرار دیا تھا جو روپیہ ڈیڑھ روپیہ سیر بکتا ہے جس کا مزہ شیریں ہوتا ہے اور جسے درمیانے درجہ کے لوگ بھی ترستے ہیں۔ یا جب کسی نے انگور کو اچھا پھل قرار دیا تھا یا انار کو اچھا پھل قرار دیا تھا تو اِس سے مراد اعلیٰ درجے کا انگور اور اعلیٰ درجے کا انار ہی تھا اور ادنیٰ اور ذلیل قسم کا پھل نہیں تھا۔ ایسے ایسے انار بھی ہوتے ہیں جو روپیہ کے پچاس پچاس مل جاتے ہیں اور اُن کا انار دانہ بھی نہیں بن سکتا۔ بے شک لوگ اُن اناروں کو کھاتے ہیں اِس لیے کہ اُن کا نام انار ہوتا ہے۔ لیکن وہ قیمتی انار جو طائف میں ہوتا ہے یا مسقط وغیرہ میں ہوتا ہے اور جس کی وجہ سے انار کو اچھا پھل قرار دیا جاتا ہے اُس کا یہ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور درحقیقت اُسی انار کا کھانا انسان کے اندر خون صالح پیدا کرتا ہے ورنہ یہ انار جو ہمارے ملک کے پہاڑوں میں خودرَو طور پر پایا جاتا ہے مزہ میں کھٹّا ہوتا ہے، معدہ کو خراب کرتا ہے اور کھانسی وغیرہ پیدا کر دیتا ہے۔ اِسی طرح جب کوئی شخص ایمان کا دعوٰی کرتا ہے تو اُسے سوچنا چاہیے کہ اُس کے اندر کس قسم کا ایمان پایا جاتا ہے؟ کیا وہ ایمان تو نہیں پایا جاتا جس میں جھوٹ بولنا بھی جائز ہے، جس میں ظلم بھی جائز ہے، جس میں پرایا مال کھانا بھی جائز ہے، جس میں قربانی کے مواقع پر بھاگ جانا بھی جائز ہے، جس میں نمازوں کو چھوڑ دینا بھی جائز ہے، جس میں زیادہ چندہ دینے کے خوف سے اپنی اصل آمد کو چھُپانا بھی جائز ہے۔ اگر کسی کے اندر یہ خرابیاں پائی جاتی ہیں اور پھر وہ کہتا ہے کہ میرے اندر ایمان پایا جاتا ہے تو اُسے سمجھ لینا چاہیے کہ اِن چیزوں کا نام ایمان نہیں۔ اِسی طرح خربوزہ اُس گندے اور بدمزہ پھل کا نام نہیں رکھا گیا جس کو جانور بھی نہیں کھاتا۔ اِس طرح ایمان بھی اس چیز کا نام نہیں۔ بے شک ایک سڑے ہوئے خربوزے کو بھی ہم خربوزہ ہی کہیں گے لیکن وہ اصل خربوزہ کی ایک بگڑی ہوئی اور خراب شدہ شکل ہوگی، اُسے کوئی عقلمند انسان کھانے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ یا وہ کھانا جس پر کئی دن گزر جائیں اور سڑ کر بدبودار ہو جائے وہ کہلاتا تو کھانا ہی ہے لیکن جب وہ سڑ جائے تو تم کیا کرتے ہو؟ تم اُسے اٹھا کر کتّے کے آگے پھینک دیتے ہو۔ اِسی طرح اگر تم بھی ناقص اور بدبودار ایمان رکھ کر یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے اندر ایمان پایا جاتا ہے تو تمہاری مثال

ایسی ہی ہے جیسے تم سڑا ہوا کھانا کھا رہے ہو۔ اگر سڑا ہوا کھانا کوئی شخص تمہارے سامنے کھائے تو تم اُسے پاگل قرار دو گے۔ مگر تم کبھی یہ خیال نہیں کرتے کہ تم بھی سڑا ہوا ایمان رکھتے ہو اور پھر یہ دعوٰی کرتے ہو کہ تم مومن ہو، یہ دعوٰی کرتے ہو کہ تم ایماندار ہو۔

مَیں نے بتایا کہ ہر نام کے اندر کچھ کیفیتیں ہوتی ہیں اور جب کسی چیز کا کوئی نام رکھا جاتا ہے تو ہمیشہ اُس کی اچھی کیفیتوں کی وجہ سے وہ نام رکھا جاتا ہے۔ جب وہ کیفیتیں کسی میں پائی جائیں تب تو بے شک وہ نام اُس کے لیے موزوں ہوتا ہے لیکن اگر وہ کیفیتیں نہ پائی جائیں تو محض نام کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ جب تک تم اِس طرح اپنے ایمان کے متعلق سوچنے اور غور کرنے کی عادت پیدا نہیں کرو گے اُس وقت تک یہ خطرہ ہے کہ تم دھوکا کی حالت میں ہی مر جاؤ۔ تم یہ سمجھتے رہو کہ ہمارے اندر ایمان پایا جاتا ہے لیکن جب تم خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہو تو تمہیں معلوم ہو کہ تم بے ایمان ہو۔

یاد رکھو محض نام سے کوئی حقیقت ظاہر نہیں ہوتی۔ اگر سڑے ہوئے آم لے کر کوئی شخص بیچنے لگ جائے تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ آم بیچنے والا ہے بلکہ لوگ کہیں گے کہ یہ نجاست بیچتا ہے۔ اُسے تو یہ آم رُوڑی پر پھینک دینے چاہییں تھے مگر یہ ان آموں کو فروخت کر رہا ہے۔ اِسی طرح اگر سڑے ہوئے خربوزے کوئی شخص بیچتا ہے تو لوگ یہ نہیں کہیں گے کہ یہ خربوزوں کی تجارت کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص گدڑیاں بیچنی شروع کر دے یا میلے کے ڈھیروں پر سے دھجیاں2 اٹھائے اور فروخت کرنے لگے تو لوگ یہ نہیں کہیں گے کہ یہ بزاز3 ہے یا اگر کوئی شخص سڑا ہوا کھانا اٹھا کر باہر پھینکتا ہے اور دوسرا شخص باہر جا کر اُس کھانے کو اُٹھا کر تھالی میں ڈال لیتا ہے اور اس کے فروخت کرنے کے لیے اُس کی پھیری شروع کر دیتا ہے تو لوگ یہ نہیں کہیں گے کہ وہ باورچی ہے۔ مگر جو سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے لوگ اُس کے متعلق اِس قسم کی حرکت کرتے ہیں اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے دعوٰی ایمان میں بالکل سچے ہیں۔

درحقیقت تمہارا خدا سے ایسا ہی معاملہ ہے جیسے کہتے ہیں کہ ایک ملّاں کے پاس ایک دن ایک لڑکا آیا اور کہنے لگا میری اماں نے یہ کھیر آپ کے لیے بھجوائی ہے۔ ملّاں نے کہا یہ بات کیا ہے کہ تمہاری اماں نے آج کھیر بھجوا دی۔ پہلے تو کبھی اِس کا خیال بھی اُسے نہیں آیا۔ لڑکے نے جواب دیا کہ کھیر میں کتّا منہ ڈال گیا تھا میری ماں نے کہا کہ ملّاں جی کو دے آؤ۔ ملّاں کو غصہ آیا اور اُس نے کھیر کا برتن اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور وہ ٹوٹ گیا۔ اِس پر لڑکا رونے لگا۔ ملّاں نے کہا تُو روتا کیوں ہے؟

کیا تُو نے یہ کھیر کھائی تھی؟ اُس نے جواب دیا کہ مَیں نے تو نہیں کھائی تھی لیکن اب مَیں گھر گیا تو اماں مجھے مارے گی۔ کیونکہ یہ وہ برتن تھا جس میں اماں بچے کو پاخانہ پھرایا کرتی تھی۔ یہی تمہارے ایمان کا حال ہوتا ہے اور تم بھی ایسی ہی چیز خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہو۔ ملّاں کے قصہ کو سن کر تم سب لوگ ہنس پڑتے ہو مگر تم کبھی یہ غور نہیں کرتے کہ تم بھی خدا تعالیٰ کے سامنے کتّے کی جُوٹھی چیز پیش کرتے ہو اور پھر کہتے ہو کہ ہم مومن ہیں، پھر کہتے ہو کہ ہماری نجات ہو جائے اور ہمیں جنت مل جائے۔ تمہیں اس قربانی اور ایمان کے بدلہ میں ایک ایکڑ زمین بھی تو نہیں مل سکتی۔ مگر تم امید یہ رکھتے ہو کہ تمہیں وہ جنت ملے جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔ عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ [4] کہ آسمان اور زمین کے برابر اُس کی لمبائی اور چوڑائی ہوگی۔ یہ جنت ہے جس کا مومنوں کو وعدہ دیا گیا ہے۔ اور یہ وہ جنت ہے جس کے مقابلہ میں ساری دنیا کی بادشاہت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ امریکہ بھی اور یورپ بھی اور ہندوستان بھی اور چین بھی اور جاپان بھی اور دوسرے ممالک بھی اس کا کروڑواں بلکہ اربواں حصہ بھی نہیں۔ مگر تم کام وہ کرتے ہو جن کے بدلہ میں کوئی شخص ایک گز زمین بھی تمہیں دینے کے لیے تیار نہیں ہوسکتا۔ بلکہ گز بھر زمین کا بھی سوال نہیں اگر تم کسی کے سامنے ایسی چیز پیش کرو تو وہ تمہارے منہ پر تھپڑ مارے گا کہ تم میرے سامنے کیا چیز پیش کر رہے ہو۔ تم جاؤ کسی چودھری کے پاس اور اُسے میلے کے ڈھیر پر سے اُٹھایا ہوا ایک جُوتا تحفۃً پیش کرو اور پھر دیکھو کہ وہ تم سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ وہ جُوتا تمہارے سر پر مارے گا اور تمہیں ذلیل کر کے اپنے گھر سے باہر نکال دے گا۔ مگر تم ایسا ہی پھٹا ہوا اور ذلیل جُوتا خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہو اور پھر کہتے ہو کہ ہمیں جنت مل جائے۔ ایک ذلیل سے ذلیل انسان کو بھی تم یہ چیز نہیں دے سکتے مگر وہ خدا جو ساری دنیا کا مالک ہے، جو ساری دنیا کا خالق اور رازق ہے تم اُس کے سامنے ایسی ہی چیز پیش کرتے ہو اور پھر اِس کا نام ایمان رکھتے ہو۔ حالانکہ یہ ایمان نہیں یہ کفر سے بھی بدتر چیز ہے۔ کافر اپنے کفر کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش نہیں کرتا بلکہ شیطان کے سامنے پیش کرتا ہے اور اُس کے سامنے ہی اُسے پیش کرنا چاہیے۔ مگر تم اُس خدا کے سامنے یہ چیز پیش کرتے ہو جس کے سامنے نہایت طیب اور اعلیٰ درجہ کی چیزیں پیش کرنی چاہییں۔

پس اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو اور مرنے سے پہلے اپنے آپ کو پاک اور بے عیب بناؤ۔ بے ایمانی، بددیانتی، جھوٹ، دھوکا اور فریب یہی ہر جگہ نظر آتا ہے۔ اِسی طرح سُستی اور غفلت

بات بات میں پائی جاتی ہے۔ مگر جب گرفت کی جائے تو قسم کھا کر لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم بے ایمانی نہیں کر رہے۔ اگر بے ایمانی نہیں تو اَور کیا ہے کہ انہوں نے محنت نہ کی اور جماعت کو نقصان پہنچا دیا۔ وہ سمجھتے ہیں بے ایمانی یہی ہوتی ہے کہ دوسرے کا روپیہ اُڑا کر جیب میں ڈال لیا جائے۔ گویا وہ بے ایمانی بھی کرتے ہیں اور پھر اتنے پاگل ہوتے ہیں کہ بے ایمانی کے معنی بھی نہیں جانتے۔ وہ شخص جو محنت کر کے کماتا اور پھر دوسرے کا حق اپنی جیب میں ڈال لیتا ہے اور وہ شخص جو محنت سے کام نہیں لیتا اور قوم کے روپیہ کو ضائع کر دیتا ہے دونوں بے ایمان ہیں۔ یہ بے ایمان ہے اِس لیے کہ اِس نے محنت تو کی مگر روپیہ اپنی جیب میں ڈال لیا اور وہ بے ایمان ہے اِس لیے کہ اُس نے محنت نہ کی اور اِس طرح وہ نتیجہ پیدا نہ ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ ایک ایسا شخص جو نماز نہیں پڑھتا وہ بھی بے نماز ہے اور ایک ایسا شخص جو صرف دکھاوے کے لیے نماز پڑھتا ہے وہ بھی بے نماز ہے۔ یہ کہنا کہ دوسرے نے خواہ دکھاوے کے لیے نماز پڑھی ہے نماز تو پڑھ لی ہے بے وقوفی کی بات ہے۔ نماز وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے لیے ادا کی جائے۔

غرض جب تک تقوٰی کے ساتھ انسان اپنے تمام اعمال کا جائزہ نہ لیتا رہے اُس وقت تک وہ کبھی ایمان کی موت نہیں مر سکتا۔ اِسی لیے صوفیاء کہتے ہیں کہ حَاسِبُوْا قَبلَ اَنْ تُحَاسَبُوا۔5 مرنے سے پہلے اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا خانہ خالی ہو اور تم صرف ایمان کا لفظ لے کر بیٹھے رہو اور یہ خیال کرو کہ جب ہم خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو ایمان کا لفظ اُس کے سامنے رکھ دیں گے اور کہہ دیں گے کہ لیجیے یہ ہمارا ایمان ہے۔ ایسا ایمان تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا"۔ (الفضل 25 مارچ 1948ء)

1: سیٹھے: بے مزہ۔ پھیکے

2: دھجیاں: کپڑے یا کاغذ کی کترن۔ چیتھڑے۔

3: بزاز: کپڑا بیچنے والا۔ پارچہ فروش۔

4: آل عمران: 134

5: کنز العمال جلد 16 حدیث نمبر 44203 الباب الثالث فی الحکم و جوامع الکلم کتاب المواعظ والرقائق والخطب والحکم خطب ابی بکر الصدیق ومواعظہٗ میں "حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبلَ اَنْ تُحَاسَبُوا" کے الفاظ ہیں۔